



بعض لوگ زندگی بھر جھک ماریں تو تنکا بھی حاصل نہیں کر سکتے اور کچھ لوگ مٹی میں ہاتھ بھیٹ ڈالیں تو انمول ہیرے تلاش کر لاتے ہیں،

ابن صفی کے لازوال کرداروں پر ایک شگفتہ تحریر جس میں آپ کو فریدی کی سنجیدگی، حمیت کی شرارتیں اور قاسم کی جو کملاہٹیں عروج پر نظر آئیں گی،

نہیں تھا۔

فریدی نے رکھا کو لہجہ پر بلایا تھا اور لہجہ کے بعد دونوں فالتوں کا ڈھیر لے کر سر جوڑ کے بیٹھ گئے تھے۔ پرنے ریکارڈ میں سے کچھ تلاش کیا جا رہا تھا ساتھ ہی گرد آلود فالتوں کی گرد بھی جھاڑی جا رہی تھی۔

شروع میں تو حمید بھی اس کا امیں شامل ہوا تھا لیکن پھر فریدی کے ایک ہی جملے نے اُس کا پارہ چڑھا دیا تھا: یہ تمہارے بس کا کا انہیں ہے فرزند! جاؤ گھوم پھر آؤ۔

غیر معمولی انہماک سے آئینے کے سامنے گھمید کھڑا بال بال موتی پرور رہا تھا۔ گہرے نیلے رنگ کا سوٹ سفید براق قمیض، پیپنگ ٹاٹی اور جیب میں ایک خاص انداز سے رومال رکھا گیا تھا۔ عمدہ قسم کے پرفیوم سے نہا کر بالوں کو اس نے جدید اسٹائل سے سنوارا تھا۔ اور پھر بیڑا پھرے کر کے اُنہیں جھالایا تھا۔

رکھا کئی بار اُسے دیکھ کر مسکرا چکی تھی کیونکہ اس اہتمام کی محرک بھی وہ خود ہی تھی۔ لیکن اس حد تک اہتمام کا اندازہ

اور فریدی اور ریکھا واقعی اسے بھول کر نالوں میں گم ہو گئے تھے۔ حمید کافی دیر تک تاؤ کھاتا رہا تھا اور پھر تازہ اخبار لے کر آج کے تقریبی پندرہ گرام تلاش کرتا رہا۔ کہیں بھی کوئی خاص پروگرام نہیں تھا۔ وہ دیر تک اپنے آپ سے الجھتا رہا۔ پھر چانک اس کو تاسم یاد آگیا اور پھر اس نے فریدی ہی کے کمرے سے تاسم کو فون کیا۔ اور اُسے آرگنٹو کے لیے تیار کر لیا۔ جہاں ایک پُرنگالی شعبہ باز اپنے کمالات دیکھا رہا تھا۔ تاسم کے لیے حمید کا ساتھ ہی کافی خاصہ تھیں۔ اسے "خاص" ہدایت دی تھی اور پھر وہ اپنے بناؤ سنگھار میں معروف ہو گیا تھا لیکن ریکھا اور فریدی اُس سے بے نیازی رہے تھے۔ کچھ اکی اس بے نیازی پر حمید تاؤ بے تاؤ کھا رہا تھا حالانکہ جانتا تھا کہ اس وقت ریکھا کسی قیمت پر بھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتی۔

آئینے میں آخری نظر ڈال کر حمید نے ایک سسکاری بھری قد کھانے جو تک کر اُسے دیکھا۔ فریدی نے بھی اُسے گھورا تھا۔ "مردوں میں زندگیات حد درجے آتی جا رہی ہیں... آج کا نوجوان محبت سے اس قدر متاثر ہے کہ اس نے ہمارے گم کوپ بھی دہی بنا لیا ہے۔" فریدی نے کہا۔

"زمانہ قہیم کار خشی اس دور کی عورت کے سامنے واقعی دم توڑ چکے ہیں" حمید نے برجستہ کہا۔

"ہاں، حدودہ وقت دور نہیں جب یہ نوجوان میٹرنٹی بوز میں بھی نظر آئیں گے" فریدی نے ہونٹ سکڑ کر کہا۔

"یہ بھی ایک قوی فریضہ ہوگا" حمید نے ریکھا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے قوی فریضہ کب انہماک سے رہے ہو؟" فریدی نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"یہ... یہ دیکھئے، میرا خیال ہے کہ یہ خائل ہے" ریکھا نے لک فائل فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور فریدی اُس طرف متوجہ ہو گیا۔

"گڈ! اس نے دلچسپی سے گردن ہلائی وہیں نے کہا تھا ہاکر وہ "گھڑی" کے نام سے مشہور تھی۔ نام ڈینا کارڈینا، ہے سلاؤٹ ہے۔ اٹلی کے ایک آرٹسٹ تاجر کو قتل کرنے کے بعد منظر عام پر آئی تھی اور اس کے بعد کئی ملکوں میں دہشت گردی کی متعدد ولروائوں میں ملوث ہے۔ اُس کی یہ تصویر دس بارہ سال پرانی ہے۔ ہاں بالکل یہی ہے، تم اس تصویر کی بہت سی کاپیاں بنالو۔ اسے تلاش کرنا بہت ضروری ہے، یقیناً یہ یہاں

ٹیک نیٹی سے نہ آئی ہوگی" فریدی نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"عورت" حمید مسکرایا۔

"تم جیسے حرام خوروں پر ایک عورت بھی بھاری ہوتی ہے" فریدی ہونٹ سکڑ کر بولا۔

"بشرطیکہ ان کا وزن ایک سو دس پونڈ سے زیادہ ہو" حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے حسی اور کابلی تمہاری گھٹی میں پڑی ہے" "میں نے کبھی اس گھٹیا شے سے شغل نہیں فرمایا جسے گھٹی کہتے ہیں اور جہاں تک میری کابلی اور حرام خوری کا سوال ہے تو اُسے آپ بار بار آزما چکے ہیں" حمید نے ہونٹ چبھ کر کہا۔

"تو پھر اسے گرفتار کر دو" فریدی نے مسکراتے ہوئے اسے چیلنج کیا۔

"واپسی میں ساتھ لیتا آؤں گا" حمید نے گردن کاٹتے ہوئے کہا اور فریدی طنز سے انداز میں مسکراتے لگا۔



قائم کے مرنے میں جو تکریک وقت چار پیسٹریاں پھنسی ہوئی تھیں اس لیے وہ پھنسی پھنسی نہیں رہا تھا۔ اُس نے پھر مسرت لہجے میں کہا۔

"آج تو قاتل ہو گیا، حمید بھائی، اتنی ساری" اُس نے ہال میں ٹھہری لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سب کی سب تمہاری تذکیریں تو حمید نے فراخ دلی سے گردن ہلائی۔

"ابے نہیں پیارے بھائی۔ آتی ساریوں تا، قاقروں گا۔ دو چار تم بھی لے لو۔ آج تو تم بہت پیارے لگ رہے ہو۔

قائم نے مست سے جھوٹتے ہوئے کہا پھر رازداری سے بولا۔

"حمید بھائی ایک بات میری سمجھ میں اب تک نہیں آئی۔"

"تمہاری سمجھ میں کون سی بات آج تک آئی ہے؟" حمید نے چڑایا۔

"اے جاک نہیں۔ بتا دو نا" قائم نے بڑے ناز سے کہا۔

"کیا؟"

"یہ یلایاں کیا ہوتی ہیں اور فل فلٹیاں کیا ہوتی ہیں؟ ان کا پھرک آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا؟"

"معمولی سی بات ہے یلایاں ہوتی ہیں تیس، اٹھ، بیس، دہلی پٹی اور فل فلٹیاں یعنی ہاؤس فل گل، ڈبل دلی، کمر کمرہ اور سب کچھ کمرہ ہی کمرہ" حمید نے رازدارانہ انداز

میں کہا۔

”سلے، میری والیوں کا بچاک اڑا رہے ہو؟“ قائم نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر حمید کو کہنی مارتے ہوئے بولا: ”اے وہ دیخو۔ واللہ فل فلوٹ!“ قائم کی کہنی تھی۔ حمید کرسی سے گرتے گرتے بچا تھا۔ اُس نے قائم کو گھورتے ہوئے کہا۔
”یہ آدھا کلو کی زبان کافی نہیں ہے جو بین کلو کا یہ مکدر استعمال کر رہے ہو۔ حواس قابو میں رکھو۔“

”اے سلے، بچاک انداز۔ جرا دیخو تو؟“ قائم نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور حمید اُدھر دیکھنے لگا۔ حیدر قائم نے اشارہ کیا تھا۔ اس بار قائم کی پسند واقعی دیکھنے کی چیز تھی۔ اخروٹی رنگ کے بالوں والی وہ حسینہ بے حد دل کش تھی۔ جسم بے شک فریہ تنہا، مگر غیر ضروری نہیں تھا۔ قد بھی شاندار تھا۔ مگر کا۔ صبح اندازہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ حمید نے اُدھر دیکھا تو پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ بھی اُن دونوں کی طرف دیکھ کر نہ جانے کیوں مسکرا رہی تھی۔

”اللہ میں مرجاؤں۔ مستقر رہی ہے حمید بھائی؟“ قائم نے ریشہ ختمی ہوتے ہوئے کہا۔

”بس.... بس، زیادہ لپکنے کی ضرورت نہیں۔“ حمید نے مُٹہ بنا کر کہا۔ ”مسکراہٹ کا ردوبار کی گئی ہے۔ ورنہ نہیں دیکھ کر چیخ تو ماری جاسکتی ہے۔“

”جل گئے سلے، قار و باری معلوم ہوئی ہے... تو قیام ہوا۔ میں بھی تو بجنس مین قسا بیٹا ہوں، دس بیس لاکھ قار و بار فر لیں گے۔ اے یہ بتاؤ اچھی نہیں ہے قیام؟“
”تمہارے لیے واقعی اچھی ہے۔“

”پھر قیام قروں؟“ استاد ہو، ”استادی قرونا؟“
”استادی؟“ حمید نے غفلتوں کو چباتے ہوئے کہا۔
”ہاں جو، قہتے ہیں نا، اس گائیڈ قرو؟“ قائم نے لہجہ سے کہا اور چونک کر بولا: ”اے حمید بھائی یہ مس گائیڈ یعنی گیس شادی شدہ لڑکیوں کے لیے مس گائیڈ ہی کہا جاتا ہے نا، یعنی ”مس“ گائیڈ؟“ تو تم مجھے اس ”مس“ کے لیے گائیڈ کرو....“

”ہوں؟“ حمید نے ٹھنڈی سانس بھری: ”تو میں تمہیں مس گائیڈ کروں۔“

”تمہاری بہرانی ہوئی، سچ حمید بھائی، یہ مل جلے تو جنگی بن جائے گی۔“

”بیٹے! وہ مقامی نہیں ہے۔ تم اس کی میز پر چلے جاؤ گے تو وہ بالکل بُرا نہیں ملے گی۔ جاؤ اور اس سے تعارف حاصل کر لو۔“

”اے باپ رے باپ، اکیلا؟“ قائم نے گھبرا کر کہا۔

”مقامی ہوتی تو خطرہ تھا لیکن چونکہ وہ غیر ملکی ہے اس لیے اگر اکیلے جاؤ گے تو زیادہ خوش ہوگی؟“ حمید نے قائم کو باتس پر چڑھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں حمید بھائی، میں اکیلا تو ہمت نہیں کر سکتا۔ اے نہ جانے کہاں گھلت ہو جائے، قباڑا ہو جائے گا۔“
قائم نے اتنی منت سماجت کی کہ حمید کو مجبوراً اٹھنا ہی پڑا۔ پھر اُس نے قائم کو اشارہ کیا اور خود اس میز کی طرف بڑھ گیا۔ قائم بھی اُس کے پیچھے لڑھکتا ہوا پہنچ گیا۔

”ہیلو۔“ حمید نے دلاویز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔
”ہیلوینگ مین، میں دیکھ رہی تھی تم اور تمہارا ساتھی شاید میرے بارے میں ہی گفتگو کر رہے تھے۔“ بیٹھو، ”بڑی سترف آواز تھی۔ حمید کو ایسا لگا جیسے کالوں میں جل ترنگ۔“
”لٹھے ہوں۔“

”بالکل، میرے ساتھی کا کہنا ہے کہ آپ سے زیادہ جہانی طور پر خوبصورت لڑکی اُس نے پہلے کسی نہیں دیکھی۔“ حمید نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ، بہت شکریہ، ویسے آپ کے یہ ساتھی بھی شاندار ہیں، زمانہ قدیم کے مردوں کے مانند دیو، سیکل، بایل کے سبب کی طرح۔“ اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بات چیت انگریزی ہی میں ہو رہی تھی۔

”ہی۔ ہی۔ ہی۔ میں قس قابل ہوں یہ تو بس جسدہ نوا جی ہے؟“ قائم نے شرماتے ہوئے کہا۔

”اعلیٰ درجے کے آلو کے پٹھے ہیں، بڑی عجیب و غریب صفات کے مالک ہیں۔ قائم! اپنی صفات بتاؤ؟“ حمید نے اُردو میں قائم کو مخاطب کیا۔

”جی ہاں، میں گولے کے لوہے، مٹھے، مٹھے...“
پھر اچانک قائم خاموش ہو گیا۔ اُسے لفظ آلو کے پٹھے کا خیال آگیا تھا کیونکہ حمید نے اُردو ہی میں اسے آلو کا پٹھا کہا تھا۔
جسے لڑکی نہیں سمجھ سکتی تھی۔
”جاری رہو، وہ اُردو نہیں جانتی اور میں نے آلو کے پٹھے

کازم جی نہیں کیا وہ لے بھی ہتھاری خول بجھے گی۔ حمید نے اُردو میں کہا۔

”بھینٹنے سے“ قاسم دانت کچکی کر بولا، یہ عمارت ہی تھا ورنہ وہ دانت کچکی ہی نہیں سکتا تھا۔ جب کبھی ایسی کوشش کرتا تھا تو گالوں کا گوشت دائروں کے نیچے آ جاتا تھا۔ ”کیا پیش گے آپ لوگ؟“ لڑکی نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

”قاسم صاحب کی خواہش ہے کہ وہ آپ کے میزبان نہیں تو انھیں خوشی ہوگی۔ ویسے بھی آپ ہمارے ملک ہیں جہاں ہیں“ حمید نے قاسم کو برابر کرنے کی کوشش کی۔ جانتا تھا کہ اگر اُن کو کھانا پھر یاد آ گیا تو ابھی اُسے میسر نہ تھا کہ باہر پھینک دے گا۔

جی خاں، جی خاں، مجھے بھوت کھوسی ہوگی یہ قاسم نے جلدی سے کہا تو وہ عجیب انداز سے ہنسنے لگی اور پھر ایک دم سنجیدہ ہو کر بولی۔

”سوچ لیجئے کہ میزبان ہنگی نہ پڑے کیونکہ میں تو خود خواہش مند ہوں کہ مجھے کوئی ایسی ہستی ملے جو مجھے اپنا جہان بنا کر رکھ سکے، میں ہوٹلوں کو ناپسند کرتی ہوں لیکن مجبوراً برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیا آپ اس مسئلے میں میری مدد کر سکتے ہیں۔ میں ادا نیگی کرنے کو نہیں تیار ہوں۔“

”ہاں۔ ہاں، میں تو سکتا ہوں، آپ جندگی بھر۔۔۔ او۔۔۔ او۔۔۔“ قاسم اچانک ہی سنبھل گیا۔ اُس کے کمال پھول گئے تھے اور حمید کو فوراً ہی شرارت سوجھ گئی کہ کیوں نہ اُسے قاسم کا جہان بنا دیا جائے۔ اور قاسم کی بیوی اس کا دماغ درست کر دے گی۔ دراصل حمید بوریٹ کا شکار ہو کر ایسی ہی حرکتیں کیا کرتا تھا۔ اس وقت بھی صرف اپنی بوریٹ ہی دُور کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ اُسے قاسم پر غصہ بھی آتا تھا۔

”ہاں۔ ہاں کیوں نہیں یہ کام تو مشرق قاسم با سالی کر سکتے ہیں۔ آپ انھیں نہیں جانتیں۔ یہ اس ملک کے مالدار ترین لوگوں میں سے ہیں۔ اس ملک میں ان کی بے شمار فیکٹریاں چلتی ہیں۔ میں نے قاسم کو سالانہ میں قیصرہ پڑھا تو قاسم کا سینہ پھول گیا۔“

”اور کیا“ میثاق کہہ پٹیل غمید بھالی، قاسم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں، کیوں نہیں بڑے لوگ تو دُور سے

ناول شکاری پر چھائیاں سنف ابن سنی

شادی شدہ لوگوں سے راز کی باتیں نہیں کی جاتیں۔ وہ اپنی بیویوں کو بتاتے ہیں اور بیویاں پُرسنوں تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس طرح شہر میں ڈھنڈور اُپٹ جاتا ہے۔

آپ اتنی خوبصورت کیوں ہیں..... کیا آپ بھی کھس ٹائیلٹ صابن کھاتی ہیں؟

قاسم کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ پٹری کس چیز کا نام ہے۔ وہ تو بس اتنا جانتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں شادی کی دوسری لکیر نہیں ہے۔

بیچان لیے جاتے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے آپ لوگوں سے ملنے، اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میرا سب سے بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ لڑکی نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی ایک قسطنطنیہ نظر بھی قاسم پر ڈالی۔

قاسم اس وقت دُہری کیفیت کا شکار تھا۔ وہ اس لڑکی یا عورت کو دیکھ کر مرٹنے کو تیار تھا لیکن ساتھ ہی خان بہادر قاسم کا خوف اور اپنی بیوی کا خوف بھی دامن گیر ہو رہا تھا لیکن حمید مسلسل اُس کی بہت بند چلنے جارہا تھا اور میزبان بننے کے لیے جوش دار رہا تھا۔ وہ اس کی ذہنی حالت سے ہی دل میں غلط فہمی ہو رہا تھا۔ ایسے وقت میں قاسم کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

لڑکی نے اپنی کرسی سے اُٹھ کر قاسم کا ہاتھ ہتھامایا اور اپنا تعارف کرانے لگی۔

”میرا نام ایشیا ہے۔ فرنگی ہوں اور مشرق پر ریسرچ کرنے جیسا کرتی ہوں۔ ویسے بھی ریسرچ اسکالرشپ میں رہ کر زندگی سے کیسے قریب رہ سکتا ہے۔ قاسم صاحب! آپ نے میری بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے، میں آج ہی سے آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں بلکہ اگر آپ کہیں تو ابھی سے“ قاسم کا ہاتھ ابھی تک اُس کے ہاتھ میں تھا اور لڑکی سے یہ بات چھپی نہ ہو سکی تھی کہ اس کا ہاتھ بڑی طرح لرز رہا تھا۔

”آج ہی سے ابھی سے؟“ قاسم نے دمانے لیے مہیں کہا۔ ”غیر بھائی!“

”ہمت سے کام لے بیٹا.... ہمت سے....“ حمید نے اس کی رونی صورت پر ہزار بار لعنت بھیجتے ہوئے اپنی ہنسی دباتے ہوئے کہا: ”ابھی سے اس کے ساتھ چلی جائیے۔ قائم کوئی معمولی چیز نہیں ہیں۔“ حمید نے کہا اور قائم کا دم نکل گیا اور اس نے ایسے مڑنے بنایا جیسے کوئی کر دی چیز مڑنے میں چلی گئی ہو۔ پھر فوراً ہی پل کی ادائیگی کر دی گئی اور وہ تینوں پارکنگ لاٹ کی طرف چل دیے جہاں قائم کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی، وہاں پہنچتے ہی تاریشا نے قائم کی گاڑی کی تعریف کے کئی باندھنے شروع کر دیے۔ اچانک ہی قائم نے حمید کی طرف رخ کر کے اردو میں اسے مخاطب کیا۔

”بے غمید بھائی! میرا دم غوطہ رہا ہے۔“

”کیوں؟ ہمتاری پسند اور معیار کی ہے؟“ حمید نے آنکھیں نکالیں۔

”سالے! اسے میں کوٹھی میں کیسے لے جاؤں گا؟“ وہ رومانسی آواز میں بولا۔

”ہمیں اس کا حق حاصل ہے، کوٹھی ہمتاری ہے، آخر کب تک اس طرح زندگی گزارو گے ہمت سے کام لو؟“ حمید نے اسے مردانگی کا احساس دلاتے ہوئے کہا۔

”آج قبال سے انجام کروں، کل توئی بندوبست کر لوں گا؟“ قائم نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

”پھر اسے ساتھ کیوں لائے ہو؟“ حمید نے پوچھا۔
 ”مجھ قرو پیارے بھائی، اللہ قسم، قل تو مجھ بندوبست جرد قروں گا؟“ قائم نے خوشامد کرتے ہوئے کہا تو حمید سوچنے لگا۔

”ٹھیک ہے، آج اسے میں اپنے یہاں لے جاتا ہوں لیکن کل اگر تم نے بندوبست نہ کیا یا تم غائب ہو گئے تو خان بیادور واکم کے سامنے جاکر پیش کر دوں گا؟“ حمید نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”اے باپ رے، نہیں پیارے بھائی نہیں۔ اللہ قسم دھوکا نہیں دوں گا تو چھ نہ تو چھ قروں گا۔ قسی نہ قسی تو قسی میں بندوبست ہو جائے گا۔“

”آپ لوگ انگلش میں بات کیوں نہیں کرتے تاکہ میں بھی سمجھ سکوں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟“ تاریشا نے ان کی گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے کہا: ”کوئی الجھن ہے تو مجھے بتائیں؟“

”نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، دراصل میں اپنے

دوست سے کہہ رہا تھا کہ یہ مجھے اجازت دے کہ آج آپ میرے یہاں یہاں رہیں اور کل سے یہ آپ کے میزبان بن جائیں! اس کے لیے میں ان سے اجازت مانگ رہا ہوں، یہ مشکل راضی ہونے ہیں۔“

”اوہ... واقعی، مشرق کے انداز نزلے میں یہاں کے لوگ یہاں نواز ہوتے ہیں، اپنی کتاب میں آپ دونوں حضرات کا تذکرہ ضرور کروں گی بلکہ سرفہرست کروں گی، تاریشا نے ممنونیت سے کہا۔

پھر وہ تینوں ایک بار پھر گاڑی میں بیٹھ کر چسل پڑے تھے۔

قائم حمید کو اس کی کوٹھی کے دروازے پر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ یہاں بات ہے کہ حمید کو اس کا رروائی سے بہت نطفہ آ رہا تھا۔ اس کی کوٹھی دن کی تفریح کا بندوبست ہو گیا تھا۔ قائم کی بوکھلاہٹ دیکھنے کے قابل تھی۔

”آپ کی کوٹھی تو بہت شاندار ہے، یورپ میں تو ایسی رہائش، وہاں کے امیر لوگوں کو بھی میسر نہیں ہے۔ آپ کیا کرتے ہیں؟“ تاریشا نے استفسار کیا۔

”سبزی منڈی میں پیار کا آرٹھی ہوں؟“ حمید نے جواباً کہا۔ وہ تاریشا کو اپنے ہی کمرے میں لے آیا تھا اور کافی دیر تک باتیں کرتا رہا تھا اور پھر جب تاریشا کی آنکھیں غم سے بوجھل ہونے لگیں تو وہ اسے سو جانے کی ہدایت کرتا ہوا باہر نکل آیا تھا۔

”فریدی سے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی، حمید نے اندر جھانک کر دیکھا۔

”اندا جاؤ۔ تانک جھانک کی عادت بڑی ہوتی ہے۔“ فریدی نے آواز دے کر کہا۔

حمید گہری سانس لے کر اندر داخل ہو گیا۔
 ”بالآخر آپ کو بھی ہو ہی گیا؟“ اس نے کہا۔

”کیا؟“
 ”عشق، یہ کم بخت ایسی ہی بڑی بلا ہے کہ لوگوں کی نیندیں حرام کر دیتا ہے اور دن کا کچین، کھٹی کھٹی ڈکاریں بھی آرہی ہوں گی آپ کو؟“

کھٹی ڈکاریں تو اب شروع ہوں گی تم کو فرزند، بلکہ چھٹی کا درد دھسے یاد آئے گا؟“ فریدی نے کہا۔

”کیوں کیوں مجھے کیا ہوا ہے؟“ حمید نے بھو بی چڑھا

کر پوچھا۔

”ایک بہت ہی خطرناک عورت ہماری سرحدوں میں داخل ہوئی ہے۔ دنیا کا ڈینا جو کئی افغانی مالک کو برباد کر چکی ہے، اس دور کی سب سے خطرناک دہشت گرد عورت ہے۔ ہنہا ہی کام کرتی ہے اور کئی سو پر بھاری رتی ہے۔ طریقہ کار اتنا سادہ ہوتا ہے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا، وہ کوئی خاص اہتمام بھی نہیں کرتی اور نہ ہی کسی کو اپنے ساتھ شریک کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک کوئی بھی اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکا۔ اب اسے تلاش کرنا ہو گا کیونکہ اطلاع ملی ہے کہ وہ ہماری سرحدوں میں داخل ہو چکی ہے۔ لو یہ تصویر تم بھی رکھ لو اور آنکھیں کھلی رکھنا۔ فریدی نے سانسے پڑے ہوئے ڈھیر سے ایک تصویر اٹھا کر حمید کو دے دی۔

”تو یہ عشق کا مسئلہ نہیں تھا؟“ حمید نے بے پروائی سے تصویر لیتے ہوئے کہا۔ فریدی بڑا سانسے بنا کر سانسے کھٹے ناک کی طرف متوجہ ہو گیا۔

حمید... تصویر پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر مبیب ہیں رکھنے لگا تھا کہ اچانک یوں محسوس ہوا جیسے اسے بجلی کا بجناک مار چھو گیا ہو۔ اس نے فوراً ہی تصویر کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا اور بار بار آنکھیں پیم پیم کر تصویر دیکھی کہ کہیں کوئی تبدیلی تو نہیں ہوئی۔

”یہ تصویر کتنی پُرانی ہے؟ کیا صاحب تصویر اب بھی ایسی ہی ہوگی؟“ حمید نے فریدی سے پوچھا۔ نظروں اس سے تصویر کا اب بھی طواف کر رہی تھیں۔

”نہیں، یہ تصویر تو دس بارہ سال پرانی ہے۔ اب یقیناً کچھ نہ کچھ تو فرق آیا ہو گا؟“ فریدی نے جواب دیا۔

”ہوں... خوبصورت ہے؟“ حمید نے پُر خیال انداز میں کہا۔

”کیا تم ایسے دیکھ چکے ہو؟“ فریدی نے چونک کر پوچھا۔ کرنل صاحب! مجھے آپ سے زندگی بھر شکایت رہے گی۔

کر آپ نے اس نامزد کیٹن حمید کو کسی قابل ہی نہیں سمجھا۔ کوئی مقام ہی نہیں دیا؟“ حمید نے کہا تو فریدی نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

”گھاس کھائے ہو۔ اس وقت تمہارے مقام کا کیا ذکر ہے؟“ حمید نے ہمیشہ مجھے ناکارہ، الو کا پٹھا سمجھا۔“ حمید نے تھکنے پٹھائے۔

”پہلے والا لفظ ٹھیک ہے، دوسرا ذرا ثقیل ہے۔“ بات کیا ہے پُر اسرار لگ رہے ہو؟“ فریدی نے کت بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

”آئیے، میرے ساتھ آئیے۔“

”کہاں؟“ فریدی نے پوچھا۔

”میرے کمرے میں۔“

”کیا کوئی نادر چیز ہے تمہارے کمرے میں؟“ فریدی مسکرا کر بولا۔

”نادر سے نادر دیکھیں گے تو میرا منہ چوم لیں گے۔“ حمید ہنس کر بولا۔

”ہشت، دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟“

دونوں آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ حمید نے اپنے کمرے میں آتے ہی بلب جلا دیا۔ کوئی اس کے بستر پر بے خبر پڑا سو رہا تھا۔

”یہ نادر تحفہ، آپ کی بے وفائیوں کی نذر کرتا ہوں۔“ فریدی متعجبانہ نظروں سے اس محو خواب حسینہ کو تنکے جا رہا تھا۔ بلاشبہ وہ سونی مد ڈینا.... ہی تھی جیسے نہیں معلوم تھا کہ وہ شیر کی گھار میں آگئی ہے۔

”میں نے آپ سے ملتے وقت کہا تھا ناکہ داسی پر اس دہشت گرد حسینہ کو لیتا آؤں گا۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اب اسے اٹھا کرے جائے مجھے شدید نیند آرہی ہے۔“ حمید نے جہاں لیتے ہوئے کہا۔

فریدی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور پھر اسی طرح اسے دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر آیا۔

”برخوردار! اس وقت وہ کام کیا ہے کہ اگر دس بار بھی سینے سے لگاؤں تو کم ہے؟“ فریدی کی آواز پُر جوش تھی۔ ”کمروہ لاک کر دو.... میں آئی جی صاحب کو فون کرنے جا رہا ہوں؟“

حمید گردن ہلا کر دروازہ لاک کرنے لگا تھا اور فریدی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

محمد سجاد بھٹی 03045503086 کتابوں کا دیوانہ

